علم جرح و تعدیل

ایک جائزہ

ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر☆

سیرت نبوی ﷺ کا ایک درخشاں پہلو:

رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس کو کائنات میں اللہ تعالیٰ نے قیامت تک لوگوں کی رہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا ہے اس لئے، آپ ﷺ کی تعلیمات عالم گیر اور ہمہ گیر ہیں اور ان میں ہر شعبۂ زندگی کے لئے کامل نمونۂ عمل ملتا ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی کے حالات انسان اوّل سے لیکر آج تک سب سے زیادہ محفوظ اور صحیح ہیں۔ اس کا اعتراف مسلمان ہی نہیں مستشرقین بھی کرتے ہیں۔ مسلمانوں کا یہ کارنامہ ہے کہ انھوں نے آپ ﷺ کے ہر قول اور فعل کو بہت اچھے انداز سے محفوظ کیا۔ اس کے لئے انھوں نے زندگیاں وقف کیں۔ حدیث رسول ﷺ کے لئے سفر کئے۔ صعوبتیں برداشت کیں۔ انھی کی محنتوں اور کاوشوں کا نتیجہ علوم الحدیث ہیں۔ ابتدائی طور پر علوم حدیث یاد کرنے اور لکھنے تک محدود تھے، لیکن آہستہ آہستہ ان علوم میں بھی ارتقا ہوا۔ اور ان کی مختلف قسمیں بنیں۔ انھیں علوم میں علم اسماء الرجال مرتب ہوا۔ جس کی مثال کسی اور قوم میں نہیں ہے۔ اس کا ذکر مشہور مستشرق سپرنگر نے **الاصابہ فی تمییز الصحابۃ** کے مقدمے میں کیا۔ حدیث سے تعلق رکھنے والے ہر شخص کے مکمل حالات مرتب کئے، تاکہ حدیث نبوی ﷺ ہر شک و شبہ سے بالا ہو۔ اسماء الرجال میں سے پھر علم جرح وتعدیل نے الگ ایک علم کی حیثیت اختیار کی۔ جس پر حدیث نبوی ﷺ کی قبولیت اور عدم قبولیت کا مدار ہے۔

علم جرح وتعدیل کا بنیادی تعلق تو علم حدیث کے ساتھ ہے، لیکن سیرتِ طیبہ سے بھی دو وجوہ سے اس کا گہرا اور قریبی تعلق ہے، اور سیرت طیبہ کا صحیح اور مستند بیان علم جرح وتعدیل کو نظر انداز کر کے کسی

☆ ڈائریکٹر سیرت چیئر، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

صورت مکمل نہیں ہوسکتا، ایک تو اس لئے کہ سیرت طیبہ کا بہت بڑا حصہ خود کتب احادیث میں موجود ومحفوظ ہے، جس سے استفادے کے لئے علم جرح وتعدیل سے کما حقہ واقفیت ضروری ہے، دوسرے خود کتب سیرت میں موجود روایات سیرت کی بھی جانچ اور پرکھ کے لئے علم جرح وتعدیل ہی واحد ذریعہ ہے، اور جب سے سیرت طیبہ پر نئے اسلوب سے اور تحقیق کے روایتی و بنیادی اصولوں کی روشنی میں کام کا آغاز ہوا ہے، اس کے بعد علم سیرت کے نقطۂ نظر سے بھی علم جرح وتعدیل کی اہمیت میں اضافہ ہوگیا ہے، ان سطور میں اسی پہلو کو سامنے رکھ کر علم جرح وتعدیل کے حوالے سے بنیادی معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں۔

سب سے پہلے چند بنیادی تعریفیں بیان کی جاتی ہیں:

i۔ جرح کی لغوی تعریف :

جرح جَرَحَ یَجْرِحُه کا مصدر ہے، جرح، اثر داءِ فی الجلد (زخم کا جلد پر بیماری کا نشان) والا ستجراح، النقصان والعیب والفساد (الاستجراح نقصان، عیب اور فساد ہے)۔(۱)

ii۔ جرح کی اصطلاحی تعریف:

الجرح فی اصطلاح المحدثین هو ظهور وصف فی الراوی یثلم عدالته، اویخل حفظه وضبطه (۲)

اصطلاح محدثین میں جرح سے مراد، راوی کے اس وصف کا ظاہر ہے، جس سے اس کی عدالت میں نقص پیدا ہو یا جس سے اس کا حافظہ خراب ہو جائے یا یادداشت میں خرابی ہو۔

علامہ فیومی نے لکھا ہے:

الجرح مما یترتب علیه رد شهادته او خبره، او التوقف فیه، والتجریح هو اثبات وصف من الاوصاف الجارحة (۳)

جرح پر اس کی (راوی) شہادت اور روایت کو رد کرنے کا مدار یا توقف ہے۔ تجریح مجروح کرنے والے اوصاف میں سے کسی وصف کا ثابت ہونا ہے۔

ان دونوں تعریفوں سے معلوم ہوا کہ گواہ یا راوی کے وہ اوصاف جو تحقیق کے بعد اس کے

عیوب کوظاہر کریں اوراُن کی بناپراس کی روایت اور گواہی کورد کیا جائے، جرح کہلاتے ہیں۔

i۔ عدالت کی لغوی تعریف:

عدالت اورتعدیل کا مادہ عدل ہے، یہ لفظ ظلم کا متضاد ہے۔

العدالة القصد فی الامور، وهو خلاف الجور وما قام فی النفوس انه مستقیم (۴)

عدالت معاملات میں میانہ روی ہے اور یہ لفظ جور کا متضاد ہے جو چیز دل کے اندر بیٹھ جائے کہ وہ ٹھیک ہے۔

ii۔ عدالت کی اصطلاحی تعریف:

العدالة انما هی التزام العدل، والعدل هو القیام بالفرائض و اجتناب المحارم و الضبط لما روی واخبر به فقط (۵)

عدالت، عدل کولازم کرنا ہے۔عدل سے مرادفرائض کا قیام ہےاورحرام چیزوں سے بچنااوروہ چیز جوروایت کرےاور بتائے اسکواچھی طرح سے یادرکھنا ہے۔

تعدیل معتبر یاعادل قرار دینا ہے۔تحقیق کے بعدکسی گواہ یاراوی کوعادل قرار دینا۔

علم جرح وتعدیل کی تعریف:

فهو علم یبحث فی احوال الرواة من حیث قبول روایاتهم او ردها بالفاظ مخصوصة وفی مراتب تلک الالفاظ (۶)

علم جرح وتعدیل ایساعلم ہے جس میں روایوں پران کی روایات کوقبول ورد کے لحاظ سے مخصوص الفاظ سے بحث کی جاتی ہے۔اوران الفاظ کے مراتب میں فرق کی بناپر رواۃ کے درجات مرتب کئے جاتے ہیں۔

علم جرح وتعدیل کی اہمیت:

جرح وتعدیل علوم حدیث کی اقسام میں سے ایک قسم ہے۔

جرح وتعدیل کا علم ہر عالم کونہیں ہوسکتا، بلکہ یہ کام توفی الواقع انہیں ائمہ کا حصہ تھا جو اس فن میں کامل مہارت وامامت کا مقام رکھتے تھے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان ائمہ حضرات کو اپنے نبی ﷺ کی سنت کی حفاظت کے لئے پیدا فرمایا تھا۔موجودہ دور میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنی ناقص و محدود عقل سے حدیثوں کو پرکھنے اور جانچنے کی کوشش کررہے ہیں، جو نہ صرف فنِ حدیث سے ناواقف بلکہ اسلام کے اصول ومبادی سے ناآشنا ہیں۔یہ درحقیقت مستشرقین کے تلامذہ اور آپ کے پیروکار ہیں۔ مستشرقین نے جو شوگر کوٹڈ زہر انہیں اسلام کے خلاف پلایا ہے، اسی کا یہ لوگ مختلف انداز میں اظہار کرتے رہتے ہیں۔چنانچہ احادیث کی صحت اور سقم کا اپنی جہالت کے باوجود فیصلہ کرنا اس کی واضح دلیل ہے اور یہ صریحاً گمراہی وضلالت ہے۔

اس علم کی بنا پر ہی حدیث کی صحیح پرکھ ہوتی ہے اور رواۃ کا صحیح پتہ چلتا ہے۔علم حدیث میں اس علم کا بہت بڑا حصہ ہے۔رواۃ کی جانچ پرکھ کی بنا پر ہی احادیث کے صحیح، متواتر، شاذ، ضعیف، منکر، موضوع اور متصل ہونے کا پتہ چلتا ہے اور محدثین کی محنت شاقہ اور جدوجہد کی بنا پر ہی اصول جرح وتعدیل وضع کئے گئے بعض دیگر علوم میں بھی بعدازاں انہی اصولوں کو مدنظر رکھا گیا۔لیکن اس علم کی ابتدا کا سہرا محدثین کے سر ہے۔باقی لوگ ان کے خوشہ چیں ہیں۔

علامہ سیوطی نے تدریب الراوی میں علم حدیث کی ۹۳/انواع بیان کی ہیں اور ہر نوع کی مختلف اقسام بتائی ہیں۔اس سے اس علم کی اہمیت وافادیت اور وسعت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس کے متعلق محدثین نے کس طرح محنت کی ہے، علم جرح وتعدیل کے مطالعے سے ہی راویوں کے مکمل حالات کی معلومات حاصل ہوتی ہیں، ان کی دیانت، امانت، صداقت اور لین دین کیسا تھا؟، وہ حدیث کے معاملے میں کیسے تھے ان کا حافظہ کیسا تھا؟ اعلیٰ درجے کے محدث کے مقابلے میں اگر اس سے کم درجے کا محدث کسی معاملے میں مخالفت کرے تو وہ حدیث شاذ ہوگی۔جس حدیث کے تمام راوی عادل ہوں، کامل الضبط ہو۔ اور دیگر اعلیٰ صفات ہوں تو وہ صحیح کہلائے گی۔حافظے کی کمزوری ہو تو حسن بن جائے گی۔اگر کوئی راوی کسی استاد کا نام چھپا کر اور طرح سے ظاہر کرے یا جس حدیث کو سنا رہا ہو وہ اس استاد سے نہ سنی ہو تو وہ مدلس کہلائے گا۔ان تمام چیزوں کی جانچ پرکھ کے لئے محدثین نے اپنی زندگیاں وقف کردیں۔ان کی ہر ایک چیز کو جانچا، امام بخاریؒ نے فرمایا ہے کہ انہوں نے اپنی صحیح میں جن رواۃ سے بیان کیا ہے۔ان کے متعلق ان کو ہر قسم کی معلومات ہیں، اپنے علم وتقویٰ کے باوجود انہوں نے سولہ سال میں اپنی الجامع الصحیح کو مکمل کیا۔

تعدیل تو ظاہر ہے کہ راوی کی مدح وثنا ہے۔اس کے جواز میں کیا شک ہوسکتا ہے۔البتہ جرح بظاہر برائی وغیبت ہے جسے شریعت عام انسانوں کے لئے پسند نہیں کرتی، چہ جائے کہ اہل علم کی زبان سے ہو اور وہ بھی اہل اسلام و اہل علم کے متعلق ہو، مگر چونکہ اس کا تعلق دین کی ایک اہم ضرورت ہے بلکہ دین و احکام کی حفاظت ہے۔اس لئے اس کا اظہار ضروری ہے اور اس کو غیبت شمار نہیں کیا جاتا۔

۱۔ابن سیرین کا مقولہ ہے:

ان هذا العلم دين فانظروا عمن تاخذونه (۷)

یہ علم دین ہے لہذا خوب اچھی طرح غور کرلیا کرو کہ تم اپنا دین کن لوگوں سے حاصل کر رہے ہو۔

۲۔ابن مبارک کا قول ہے:

الا سناد من الدين لو لا الاسناد لقال من شاء ما شاء. (۸)

اسناد دین کا ایک جزو ہے، اگر یہ مبارک سلسلہ نہ ہوتا تو ہر شخص جو چاہتا کہتا۔

۳۔ابن سیرین کا بیان ہے:

لم يكونوا يسئلون عن الاسناد حتى وقعت الفتنة فلما و قعت نظروا من كان من اهل السنة، ومن كان من اهل البدع تركوا حديثه. (۹)

وہ حضرات (صحابہ و تابعین) اسناد کے متعلق سوال نہیں کیا کرتے تھے مگر جب فتنوں کا دور دورہ ہوا تو دیکھتے تھے کہ اہل سنت کون ہے۔اس صورت میں اہل بدعت کی حدیث کو چھوڑ دیتے تھے۔

اس لئے امت نہ صرف اس کے جواز کی بلکہ استحسان اور ضروری ہونے کی قائل رہی ہے اور اس کا ثبوت قرآن اور حدیث میں موجود ہے۔سورۂ حجرات میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا اِنْ جَآءَ كُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوٓا اَنْ تُصِيبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَO(۱۰)

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق آدمی تمہارے سامنے کوئی خبر بیان کرے تو چھان بین کرلیا کرو۔ایسا نہ ہو کہ کسی قوم کو نقصان پہنچادو، پھر اپنے کئے پر شرمندہ ہو۔

امام خازن اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ امر کی وضاحت اور حقیقت کا انکشاف کرواور فاسق کی خبر پر اعتماد نہ کرو(۱۱) رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کے متعلق وضاحت فرمائی کہ تحقیق کے بغیر بات نہ کی جائے۔ارشادنبوی ﷺ ہے:

كفى بالمرء اثما ان يحدث بكل ماسمع (۱۲)

کسی انسان کے لئے یہ گناہ کافی ہے کہ وہ ہرسنی ہوئی بات کوآگے بیان کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاِذَا جَآءَ هُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا O (۱۳)

اور جب ان لوگوں کوکسی امر کی خبر پہنچتی ہے خواہ امن ہو یا خوف تو اس کومشہور کردیتے ہیں اور اگر یہ لوگ اسکو رسول ﷺ کے اور جوان میں ایسے امورکوسمجھتے ہیں ان تک پہنچائیں تو اس کو وہ حضرات تو پہچان ہی لیتے جو ان میں اس کی تحقیق کرلیا کرتے ہیں اور اگرتم لوگوں پر خدا کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو تم سب کے سب شیطان کے پیرو ہو جاتے،سوائے تھوڑے سے آدمیوں کے۔

حضور ﷺ سے تعدیل بھی منقول ہے اور جرح بھی۔حضرت عبداللہ بن عمر کے متعلق آپ کا ارشاد:**ان عبد الله رجلٌ صالحٌ** (۱۴)۔''عبداللہ ایک نیک آدمی ہے''ان کے حق میں تعدیل ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے،وہ کہتی ہیں:

ان رجلا استاذن على النبى ﷺ فلما راه قال بئس اخو العشيرة وبئس ابن العشيرة، فلما جلس تطلق النبى ﷺ فى وجهه و انبسط اليه فلما انطلق الرجل قالت له عائشه يا رسول الله ﷺ حين رايت الرجل قلت له كذا وكذا ثم تطلقت فى وجهه وانبسط اليه فقال رسول الله ﷺ يا عائشه، متى عهدتنى فاحشا؟ ان شر الناس عند الله منزلة يوم القيامة من تركه الناس اتقاء شرّة.

(۱۵)

ایک شخص نے رسول پاک ﷺ کے پاس آنے کی اجازت مانگی جب آپ ﷺ نے دیکھا تو فرمایا قبیلے کا برا بھائی یا قبیلے کا برا بیٹا ہے۔ پھر جب وہ آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ تو نبی کریم ﷺ کے چہرے سے خوشی کے اثرات نمایاں تھے پھر جب وہ چلا گیا تو حضرت عائشہؓ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ جب آپ نے اس آدمی کو دیکھا تو ایسے ایسے کہا اور پھر اس کے سامنے آپ کے چہرے پر خوشی کے اثرات تھے تو رسول پاک ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! تم نے کب مجھے فحش پایا ہے۔ اللہ کے ہاں قیامت کے روز برے وہ لوگ ہیں جن کو ان کے شر کی وجہ سے لوگ چھوڑ دیں۔

نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

آخر کب تک تم بدکردار کے ذکر سے گریز کرو گے، اس کی برائیاں بیان کرو تا کہ لوگ اس سے ہوشیار رہیں۔ (۱۶)

عدالت صحابہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ط (۱۷)

تم بہترین امت ہو جن کو لوگوں کے لئے نکالا گیا تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور تم اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

حدیث نبوی ﷺ ہے:

لا تمس النار مسلماً رآنی او رأی من رانی. (۱۸)

جس مسلمان نے مجھے دیکھا اسے آگ نہیں چھوئے گی اور جس نے اس مسلمان کو دیکھا اسے بھی آگ نہیں چھوئے گی۔

عدالت صحابہ کے متعلق قرآن مجید کی کئی آیات ہیں اور زبان نبوی سے کئی احادیث میں ان کی عدالت بیان کی گئی ہے۔ اسی طرح اہل ایمان کی خوبیاں بیان کی گئی ہے، جبکہ کفار کی برائیاں بیان کی گئی ہیں۔

علم جرح وتعدیل کا ارتقا:

جرح وتعدیل کا سلسلہ دورِ صحابہؓ ہی میں شروع ہو چکا تھا۔خوارج وروافض کے ظہور کے بعد تحقیق اور تفتیش ہی کے بعد روایت قبول کی تھی۔قرآن وحدیث سے بھی جرح وتعدیل ثابت ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ .(۱۹)

تم بہترین امت نکالی گئی ہو۔

اِنْ جَآءَ كُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْآ (۲۰)

اگر کوئی فاسق آدمی تمہارے سامنے کوئی بات بیان کرے تو چھان بین کرلیا کرو۔

اس طرح ارشاد ربانی ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًاط (۲۱)

اور ہم نے تم کو ایسی ہی ایک جماعت بنا دیا ہے جو اعتدال پر ہے تا کہ تم لوگوں کے مقابلے میں گواہ ہو اور تمہارے لئے رسول ﷺ گواہ ہوں۔

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذرا تو آپ نے صحابہ سے اس کے بارے میں دریافت فرمایا،صحابہ کرام نے عرض کیا۔

حری ان خطب أن ينكح، وان شفع ان يشفع وان قال ان يستمع له.

اگر یہ شخص نکاح کا پیغام لائے تو اسے قبول کیا جائے،اور اگر سفارش کرے تو سفارش قبول کی جائے گی۔اگر یہ بات کہے تو اس کی بات سنی جائے گی۔

پھر ایک اور شخص گذرا جو مسلمان فقرا میں سے تھا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس کے بارے میں پوچھا،صحابہ نے کہا:

حری اِن خطب ان لا ينكح، وان شفع ان يشفع وان قال ان له يستمع اليه فقال رسول ﷺ هذا خير من ملء الارض مثل هذا (۲۲)

اگر یہ نکاح کا پیغام بھیجے تو اس کو قبول نہ کیا جائے گا اور اگر سفارش کرے تو سفارش قبول نہیں کی جائے گی اور کہے تو اس کی بات کو بھی نہیں سنا جائے گا۔رسول ﷺ

نے فرمایا: یہ اس جیسے لوگوں سے بہتر ہے خواہ اُن سے تمام زمین بھر جائے۔

اس حدیث کے اندر اس بات کی دلیل ہے کہ آدمی کسی شخص یا بات کے متعلق بتائے کہ اس کی دینی پوزیشن کیا ہے اور ایسا کہنا غیبت نہیں کیونکہ حضور ﷺ نے خود اس کے بارے میں بتایا تا کہ اگر وہ سچا آدمی ہو تو اس کا لوگوں کو پتہ چلے اور اگر جھوٹا آدمی ہو تو اس کے بارے میں بھی لوگوں کو پتہ چلے۔(۲۳)

امام حاکم ابوعبداللہ نیشا پوری فرماتے ہیں کہ جن صحابہ وتابعین وائمہ سے جرح وتعدیل ثابت ہے ان کو دس طبقات پر تقسیم کیا ہے اور ہر طبقے کے چار افراد کو لیا ہے۔طبقہ اولیٰ میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت زید بن ثابت ہیں۔ان حضرات نے جرح وتعدیل اور روایات کی صحت وسقم پر بحث کی ہے اور دسویں طبقے میں ابواسحاق ابراہیم بن حمزہ اصبہانی، ابوعلی نیشاپوری، ابوبکر محمد بن عمر بن سلمہ بغدادی اور ابوالقاسم حمزہ بن علی کنانی مصری ہیں،(۲۴) صحابہ میں سے سب پہلے ابوبکرؓ نے جرح وتعدیل پر کلام کیا

حضرت ابوبکرؓ کے پاس کسی کی دادی میراث کے بارے میں سوال کرنے کے لئے آئیں تو آپؓ نے فرمایا، قرآن اور حدیث میں اس کے بارے میں کوئی حکم نہیں میں لوگوں سے پوچھ کر بتاؤں گا۔

جب لوگوں سے پوچھا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ نے جواب دیا کہ دادی کو چھٹا حصہ ملنا چاہئے، حضور ﷺ سے ایسا ہی مروی ہے۔ابوبکر صدیق نے اس پر کوئی گواہ مانگا تو محمد بن سلمہ نے اس پر گواہی دی۔(۲۵)

اس طرح حضرت عمر فاروقؓ بھی احادیث رسول ﷺ کے میں سلسلے میں بہت محتاط تھے۔امام ذہبی ان کے متعلق فرماتے ہیں:

> **وھو الذی سنّ للمحدثین التثبت فی النقل و ربما کان یتوقف فی خبر الواحد اذا ارتاب.**
>
> وہی ہیں جنہوں نے نقل حدیث میں ثبوت کو محدثین کے لئے جاری کیا۔جب کبھی خبر واحد کے متعلق شک ہوتا تو توقف فرماتے۔

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے حضرت ابوموسیٰ نے دروازے کے پیچھے سے تین دفعہ حضرت عمرؓ کو سلام کہا۔انہوں نے اجازت نہ دی (نہ جواب دیا)۔وہ لوٹ گئے۔حضرت عمرؓ نے ان کے پیچھے پیغام بھیجا اور پوچھا کہ آپ لوٹ کیوں گئے تھے۔انہوں نے کہا میں نے رسول ﷺ کو فرماتے سنا تھا:

اذا سلم احدکم ثلاثًا فلم یجب فلیرجع

جب کوئی تم میں سے تین دفعہ سلام کرے اور اسے جواب نہ ملے تو لوٹ جائے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا آپ اس بات پر کوئی دلیل (گواہ) لاؤ ورنہ میں نہ چھوڑوں گا حضرت ابوموسیٰ ہمارے پاس اس حالت میں آئے کہ ان کا رنگ متغیر تھا۔ہم نے وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا اور پوچھا کہ آپ میں سے کسی نے یہ سنا ہے۔ہم نے کہا ہم تمام نے سنا ہے۔انہوں (صحابہ) نے ایک آدمی ان کے ساتھ بھیج دیا اور اس نے حضرت عمرؓ کو جا کر بتایا۔حضرت عمرؓ نے اس بات کو پسند فرمایا کہ حضرت ابو موسیٰ کی خبر کی تائید ہو جائے۔اس کو نقل کر کے امام ذہبی فرماتے ہیں:

ففی ھذا دلیل علی الخبر اذا رواہ ثقتان کان اقوی وارجح مما انفرد بہ واحد. (۲۶)

اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ حدیث کو جب دو ثقہ راوی بیان کریں تو زیادہ راجح ہوتی ہے۔اس سے جس کو ایک بیان کرے۔

حضرت علیؓ جب کسی سے حدیث سنتے تو یقین کرنے کے لئے حلف لیتے تھے۔اگرچہ وہ ثقہ اور مامون ہوتا۔وہ خود فرماتے ہیں کہ جب میں پیغمبر ﷺ سے کوئی حدیث سنتا تو اللہ تعالیٰ جو چاہتا مجھے اس سے نفع دیتا اور جب میں کسی اور سے حدیث سنتا تو میں اس سے قسم لیتا۔حضرت ابوبکرؓ نے مجھ سے حدیث بیان کی اور ابوبکرؓ نے مجھ سے سچ کہا:

قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ما من عبد مسلم یذنب ذنبًا ثم یتوضأ ویصلی رکعتین ثم یستغفر اللہ الا غفر لہ. (۲۷)

اس نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے ہیں کہ کوئی مسلمان اگر کوئی گناہ کرے تو وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے اور استغفار کرے تو اسے بخش دیا جائے گا۔

صحابہ کرام، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت علیؓ وغیرہ اپنے ساتھی صحابہ کرام وغیرہ کو حدیث کے معاملے میں متہم نہیں کرتے تھے بلکہ وہ ایسا احتیاط کے تقاضے سے کرتے تھے تاکہ کوئی آدمی ایسی جرات نہ کر سکے۔(۲۸)

حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ: رجال پر کلام بہت سے صحابہ کرام نے کیا ہے، تابعین کے عہد میں اس سلسلے میں مزید اضافہ ہوا ہے۔اس طرح یہ سلسلہ آگے چلتا رہا۔

چند آئمہ جرح وتعدیل:

یوں تو بڑے بڑے محدثین نے مختلف راویوں پر بحث کی ہے۔لیکن جو حضرات اس موضوع پر زیادہ مشہور ہوئے، انہیں جرح وتعدیل کے امام کہا جاتا ہے۔ابن صلاح نے صالح بن محمد الجزرۃ سے بیان کیا کہ پہلے جس نے اماموں میں سے رجال کے متعلق کلام کیا شعبہ بن الحجاج، یحیٰی بن سعید القطان پھر احمد بن حنبل اور یحیٰی بن معین ہیں۔انہوں نے بطور علم اس پر کام کیا ہے۔ان سے قبل جرح وتعدیل رسول ﷺ اور بہت سے صحابہ کرام اور تابعین اور ان کے بعد بھی کلام ثابت ہے۔(۲۹)

مندرجہ ذیل حضرات ابتدائی طور پر اس باب میں بہت معروف رہے ہیں:

۱۔ امیر المؤمنین فی الحدیث شعبہ بن الحجاج (۱۴۰ھ)
۲۔ یحیٰی بن سعید القطان (ت ۱۹۸ھ)
۳۔ عبدالرحمٰن بن مہدی (ت ۱۹۸ھ)
۴۔ یحیٰی بن معین (ت ۲۲۳ھ)
۵۔ علی بن المدینی (ت ۲۳۴ھ)
۶۔ امام احمد بن حنبل (ت ۲۴۱ھ)
۷۔ امام بخاری (ت ۲۵۶ھ)
۸۔ امام نسائی (ت ۳۰۳ھ)
۹۔ امام دار قطنی (ت ۳۸۵ھ)

ان حضرات نے جرح وتعدیل کے قوانین وضع کیے۔رواۃ حدیث کے درجات متعین کیے اور ایک لاکھ کے قریب اشخاص کے حالات زندگی چھان مارے۔یہی وہ حضرات ہیں جو علم نبی کو نکھار لائے، یہ علمائے اسلام کا ایسا عظیم علمی کارنامہ ہے کہ اقوام عالم میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

دوسری صدی آئی تو اسلام میں مزید بہت سے نئے نئے فرقے پیدا ہوئے۔حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں فرماتے ہیں کہ اس طبقے کے دور میں دولت اسلامیہ بنی امیہ سے بنی عباس کی طرف ۱۳۲ھ میں

منتقل ہوئی۔اسی زمانے میں بصرے میں عمرو بن عبید اور واصل بن عطا نمایاں ہوئے۔جنہوں نے لوگوں کو مذہب اعتزال کی طرف دعوت دی۔

حافظ شمس الدین سخاوی لکھتے ہیں:

> جب تابعین کا دور آخر آیا، یعنی ۱۵۰ھ کے قریب آئمہ کی ایک جماعت نے توثیق و تصنیف پر باقاعدہ کلام کیا۔

حافظ سیوطی فرماتے ہیں:

> یہ جو کہا گیا کہ سب سے پہلے رجال پر شعبہ بن حجاج اور یحییٰ بن سعید القطان نے کلام کیا۔اس سے مراد یہ ہے کہ ان دونوں حضرات نے باقاعدہ جرح وتعدیل کو فن کی حیثیت دی اور اس کو مدون کیا۔(۳۰)

شروط جرح وتعدیل:

شروط تعدیل:

قبول تعدیل کی چار شرطیں ہیں:

۱۔ معدل، عادل ہو۔فاسق کی تعدیل مقبول نہیں ہوگی۔

۲۔ معدل متیقظ ہو۔مغفل نہ ہو کہ راوی کے حالات ظاہری سے دھوکہ کھا جائے۔

۳۔ معدل اسباب تعدیل کا عارف ہو۔جو صفات قبول ورد کو نہ جانتا ہو اس کی تعدیل مقبول نہیں ہوگی

۴۔ وہ پرہیزگار ہو: اس کی پرہیزگاری اس کو تعصب اور خواہشات سے روکے۔(۳۱)

شروط جرح:

قبول جرح کی پانچ شرطیں ہیں:

۱۔ جارح عادل ہو، فاسق کی جرح مقبول نہیں ہوگی۔

۲۔ جارح متیقظ ہو، مغفل کی جرح مقبول نہیں ہوگی۔

۳۔ جارح اسباب جرح کا عارف ہو، غیر عارف کی جرح مقبول نہیں ہوگی۔

۴۔ جارح اسباب جرح کا بیان کرنے والا ہو، جرح مبہم مقبول نہیں ہوگی۔

اس سلسلے میں حافظ ابن حجر جرح مبہم کے قبول کے قائل ہیں۔الا یہ کہ جن رواۃ کی عدالت معلوم ہے ان کے بارے میں جرح مبہم اس وقت تک قبول نہیں کرتے جب تک کہ سبب جرح بیان نہ کردیا جائے۔

۵۔ جن کی امامت لوگوں کے درمیان مشہور ہو اور جن کی عدالت حد تواتر کو پہنچتی ہو ایسے اماموں پر واقع جرح غیر مقبول ہوگی جیسے نافعؒ، شعبہؒ مالک اور بخاریؒ وغیرہ (۳۲)۔

تعارض جرح وتعدیل:

تعارض جرح وتعدیل کی چار حالتیں ہیں:

اوّل: جرح وتعدیل دونوں ہی مبہم ہوں۔یعنی اسباب جرح یا اسباب تعدیل غیر مفسر ہوں ایسی صورت میں اگر ہم جرح مبہم کے عدم قبول کے قائل ہوتے ہیں تو گویا تعدیل مبہم کے قبول کے قائل ہوئے کیونکہ فی الواقع اس کا کوئی تعارض نہیں۔اگر جرح مبہم کے قائل ہوتے ہیں اور یہی راجح ہے تو اس وقت تعارض لازم آتا ہے۔پس راجح پر عمل ہوگا۔مرجحات یہ ہیں:

۱۔ قائل عادل ہو۔

۲۔ راوی کے حالات کو اچھی طرح جاننے والا ہو۔

۳۔ اسباب جرح وتعدیل کا جاننے والا ہو۔

۴۔ کثرت تعداد کی رعایت کی جائے گی۔جارح کی تعداد زیادہ ہو تو وہ مجروح سمجھا جائے گا۔ اگر معدل کی تعداد زیادہ ہو تو اس کو عادل سمجھا جائے گا۔

الثانی: جرح وتعدیل دونوں ہی مفسر ہوں یعنی اسباب جرح یا اسباب تعدیل مبین ہوں تو جرح مقبول ہوگی۔کیونکہ جارح کے پاس زیادہ علم ہے۔

اگر کوئی معدل یہ کہے کہ جن اسباب کی بنا پر اس کو مجروح کیا گیا ہے وہ اسباب و بنیاد زائل ہوگئے ہیں۔اس وقت تعدیل مقبول ہوگی کیونکہ معدل کے پاس زیادتیٔ علم ہے۔

ثالث: تعدیل مبہم ہو اور جرح مفسر ہو تو اس وقت جرح مقبول ہوگی۔کیونکہ جارح کے پاس زیادتیٔ علم ہے۔

رابع: جرح مبہم ہو اور تعدیل مفسر ہو تو اس وقت تعدیل مقبول ہوگی راجح ہونے کی بنا پر،(۳۳)

وجوہ طعن فی راوی:

طعن راوی کے دس اسباب ہیں جن میں سے پانچ کا تعلق عدالت سے ہے اور پانچ کا تعلق ضبط سے ہے۔

طعن متعلقہ عدالت:

۱۔کذب ۲۔تہمت کذب ۳۔بدعت ۴۔فسق ۵۔جہالت

طعن متعلقہ ضبط:

۱۔زبانی اغلاط۔ ۲۔یاداشت کی خرابی ۳۔غفلت ولاپرواہی ۴۔کثرت وہم۔
۵۔مخالفت ثقات۔(۳۴)

مراتب جرح وتعدیل:

(**الف**): مادل على المبالغة فى التوثيق أو كان على وزن أفعل، وهى أرفعها مثل، فلان اليه المنتهى فى التثبت، أو فلان أثبت الناس

کسی راوی کی توثیق میں مبالغے پر مشتمل لفظ یا اسم تفضیل ہو جو افعل کے وزن پر آئے۔ یہ تعدیل کے سب سے ارفع معیار کو ظاہر کرتا ہے مثلاً یوں کہا جائے فلاں شخص وہ ہے جس پر ثبت اور پختہ روی کی انتہا ہوتی ہے، یا فلاں شخص وہ ہے جو لوگوں میں سب سے زیادہ ثقاہت کا حامل ہے۔

(**ب**): ثم ما تاكد بصفة أو صفتين من صفات التوثيق كثقة ثقة، أو ثقة ثبت. (۳۵)

پھر توثیق کے لئے ایک یا دو صفات استعمال کر کے توثیق کو موکد بنایا جائے جیسے ثقہ ثقہ یا ثقہ ثبت۔

(**ج**): ثم ماعبر عنه بصفة دالة على التوثيق من غير توكيد كثقة أو حجة. (۳۶)

اس کے بعد توثیق کا درجہ ہے جس میں ایسا لفظ استعمال کیا گیا ہو جو توثیق پر دلالت کرتا تو ہو لیکن اس کی تاکید نہ ہو جیسے کہا جائے ثقہ یا حجۃ۔

(**د**): ثم مادل علی التعدیل من دون اشعار بالضبط، کصدوق، أو محلہ الصدق، أولا بأس بہ عند غیر ابن معین، فان "لا باس بہ" اذا قالھا ابن معین فی الراوی فھو عندہ ثقۃ (۳۷)

ایسے الفاظ جو راوی کی تعدیل پر دلالت کریں لیکن اس میں ضبط شامل نہ ہو۔ مثلاً کہا جائے ''صدوق'' یا ''محلّہ الصدق'' یا ''لا باس'' بہ وغیرہ البتہ ''لا باس بہ'' کا فقرہ ابن معین کسی راوی کے سلسلے میں استعمال کریں تو یہ فقرہ ثقہ اور پوری طرح بااعتماد راوی ہی کے بارے میں استعمال کرتے ہیں۔

(**ہ**): ثم مالیس فیہ دلالۃ علی التوثیق او التجریح، مثل فلان شیخ، او روی عنہ الناس

پھر ایسے الفاظ بھی ہوتے ہیں جن میں راوی کی توثیق یا تجریح کی کوئی علامت نہیں ہوتی جیسے کوئی کہے ''فلاں شیخ'' یا روی عنہ الناس (فلاں شیخ ہے یا لوگوں نے اس سے روایت کیا)۔

(**و**): ثم ما أشعر بالقرب من التحریح: مثل: فلان صالح الحدیث أو یکتب حدثیہ (۳۸)

پھر ایک ایسا طریق بیان بھی ہے جو جرح راوی کی طرف اشارہ کرنے والا ہے جیسے فلاں صالح الحدیث یعنی فلاں شخص روایت حدیث کی صلاحیت رکھتا ہے یا اس کی حدیث کو لکھا جاتا ہے۔

جرح کے مراتب اور اس کے الفاظ:

مادل علی التلیین:

الف: وھی أسھلھافی الجرح مثل: فلان لین الحدیث أو فیہ مقال

نرم روئے پر دلالت کرنے والے الفاظ جیسا کہ کہا جائے۔

فلان لين الحديث يا فيه مقال

فلاں حدیث میں نرم ہے یا اس میں گفتگو ہے۔

(ب): ثم ماصرح بعدم كتابة حديثه و نحوه، مثل فلان لا يكتب عنه، أو لا تحل الرواية عنه أو ضعيف جدًا، او واه بمرة

پھر ایسے الفاظ جن میں زیر بحث راوی کی روایات کی عدم کتابت کی صراحت ہو جائے۔مثلاً ''فلان لايكتبه'' يا لا تحل الرواية وغيره يا واه بمرة.

(ج): ثم ماصرح بعدم الا حتجاج به وشبهه: مثل فلان لا يحتج به، أو ضعيف، أوله مناكير

پھر ایسے الفاظ جن میں نا قابل حجت ہونے کی صراحت ہو اس سے ملتے جلتے الفاظ ہوں۔مثلاً ''فلان لا يحتج'' یا''ضعيف'' یا''له مناكير''.

(د): ثم ما فيه اتهام بالكذب أو نحوه: مثل فلان متهم بالكذب، أو متهم بالوضع، أو يسرق الحديث ، أو ساقط، أومتروك، أو ليس بثقة

پھر وہ الفاظ جن کے ذریعے راوی پر جھوٹ وغیرہ،تہمت لگائی جائے،مثلاًفلاں متهم بالكذب یافلان متهم بالوضع یاسرق الحديث یاساقط یامتروک یاليس بثقة.

(ه): ثم مادل على وصفه بالكذب ونحوه: مثل كذاب أو دجال او وضاع

پھر ایسے الفاظ جو اس کے جھوٹ ہونے پر دلالت کرتے ہوں مثلاً ''کذاب'' دجال یا''وضاع''

(و): ثم ما دل على المبالغة فى الكذب (وهى أسؤها) مثل فلان اكذب الناس، أو اليه المنتهى فى الكذب، أوهو ركن الكذب

پھر وہ الفاظ جو اس کے جھوٹ کی عادت کی انتہا کو بیان کریں۔ یہ صورت سب سے بری ہے۔ مثلاً فلان أکذب الناس یا الیه المنتهى فى الکذب یا هو رکن الکذب. (۳۹)

کتب جرح وتعدیل:

کتب ضعفاء:

۱۔ علل حدیث و معرفة الرجال، علی بن المدینی (ت۲۳۴ھ)

۲۔ کتاب الضعفاء، یحییٰ بن معین (ت۲۳۳ھ)

۳۔ کتاب العلل و معرفة الرجال، احمد بن حنبل (ت۲۴۱ھ)

۴۔ کتاب الضعفاء، محمد بن عبداللہ البرقی الزہری مولاہم (ت۲۴۹ھ)

۵۔ الضعفاء الصغیر، محمد بن اسماعیل البخاری (ت۲۵۶ھ)

۶۔ احوال الرجال، ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی (ت۲۵۹ھ)

۷۔ الضعفاء والمتروکون، ابوزرعۃ عبداللہ بن عبدالکریم بن یزید الرازی (ت۲۶۴ھ)

۸۔ الضعفاء والمتروکون من اصحاب الحدیث، ابوعثمان سعید بن عمرو بن عمار الازدی البرزعی (ت۲۹۲ھ)

۹۔ الضعفاء والمتروکون، ابوعبدالرحمٰن احمد بن علی بن شعیب بن علی النسائی (ت۳۰۳ھ)

۱۰۔ الضعفاء، ابو یحییٰ زکریا الساجی (ت۳۰۷ھ)

۱۱۔ الضعفاء، ابوبشر محمد بن حماد الدولابی (ت۳۲۰ھ)

۱۲۔ کتاب الضعفاء، ابوالعرب محمد بن احمد بن تمیم القیروانی (ت۳۳۳ھ)

۱۳۔ کتاب الضعفاء والمتروکون، ابوالحسین علی بن احمد بن المہدی الدارقطنی (ت۳۸۵ھ)

۱۴۔ الضعفاء، ابونعیم الاصبہانی (ت۴۳۰ھ)

۱۵۔ کتاب الضعفاء والمتروکون، ابوالفرج بن الجوزی (ت۵۹۷ھ)

کتب ثقات:

۱۔ الثقات، ابواسحاق ابراہیم بن یعقوب بن اسحاق السعدی الجوزجانی (ت ۲۵۹ھ)

۲۔ الثقات، ابوالحسن احمد بن عبداللہ العجلی (ت ۲۶۱ھ)

۳۔ الهداية والارشاد فی معرفة اهل الثقة والسداد، ابونصر احمد بن محمد الکلاباذی (ت ۳۱۸ھ)

۴۔ الثقات، ابوالعرب محمد بن احمد التمیمی (ت ۳۳۳ھ)

۵۔ الثقات، محمد بن احمد بن حبان البستی (ت ۳۵۴ھ)

۶۔ تاریخ اسماء الثقات، عمر بن احمد بن شاہین الواعظ (ت ۳۷۵ھ) (مقدمہ الجرح و التعدیل، ۱۴۹تا۱۶۷)

۷۔ ذکر اسماء تابعین و من بعد هم ....، ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی (ت ۳۸۵ھ)

۸۔ تذکرة الحفاظ، شمس الدین الذہبی (ت ۷۴۸ھ)

کتب ثقات و ضعفاء:

۱۔ التاریخ الکبیر، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (۲۵۶ھ)

۲۔ التاریخ الاوسط، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (ت ۲۵۶ھ)

۳۔ التاریخ الصغیر، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (ت ۲۵۶ھ)

۴۔ الجرح والتعدیل، ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی (ت ۳۲۷ھ)

۵۔ اخبار اصبهان، ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی (ت ۴۳۰ھ)

۶۔ تاریخ بغداد، ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی (ت ۴۶۳ھ)

۷۔ تهذیب الکمال فی اسماء الرجال، ابوالحجاج یوسف بن المزی (ت ۷۴۲ھ)

۸۔ التذکرة فی رجال العشره، ابوعبداللہ محمد بن علی الحسینی (ت ۷۶۵ھ)

۹۔ المغنی فی ضبط الرجال، محمد طاہر پٹنی (ت ۹۸۶ھ)۔(۴۰)

حواشی

۱۔ ابن الاثیر، النہایہ فی غریب الحدیث/ ج۱، ص۲۵۵۔
۲۔ صبحی صالح، اصول الحدیث/ص۲۶۰،
۳۔ فیومی، المصباح المنیر/ ج۲،ص۴۴۔
۴۔ فیومی، المصباح المنیر/ ج۲،ص۴۴
☆ القاموس المحیط/ ج۴،ص۱۳
۵۔ ابن حزم، الاحکام فی اصول الاحکام/ ج۱،ص۱۴۵
۶۔ صبحی صالح، اصول الحدیث علومہ ومصطلحہ/ص۲۶۱
☆ کشف الظنون/ ج۱،ص۵۸۲
☆ الحطہ بذکر الصحاح الستہ/ص۳۸
☆ ابجد العلوم/ ج۲،ص۲۱۱۔
۷۔ ابن عبدالبر، التمہید/ ج۱،ص۴۶
۸۔ صالح الجزائری، توجیح النظر/ص۲۲۵
۹۔ الذہبی، میزان الاعتدال (بیروت دارالمعرفہ، الطبعۃ الاوالی)/ ج۱،ص۳۰۴۔
۱۰۔ سورۃ الحجرات آیت۶
۱۱۔ علاء الدین علی بن محمد البغدادی، تفسیر الخازن المسمیٰ لباب التاویل معانی التنزیل (بیروت، دارالفکر،۱۹۷۹ء)/ ج۶،ص۲۲۲
۱۲۔ ابوداؤد، السنن (القاہرۃ)/ ج۲،ص۲۰۳،۲۰۴
۱۳۔ سورۃ النساء، آیت۸۳
۱۴۔ الترمذی/ السنن (دارالسلام الریاض) رقم ۳۸۲۵ کتاب المناقب، مناقب عبداللہ بن عمر
۱۵۔ ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، باب لم یکن النبی افاحشاً ولا متفاحشاً (ریاض، دارالسلام، طبعہ الثانیہ)/ص۱۰۵۲
۱۶۔ علوم الحدیث/ص۲۱۷،
☆ تفسیر ابن کثیر/ ج۷،ص۳۵۰
☆ تفسیر ابن کثیر/ ج۱،ص۳۲۱،
☆ مقدمہ مسلم/ ج۱،ص۱۰،
☆ فن اسماء الرجال/ص۶۵،
۱۷۔ سورۃ آل عمران، آیت۱۱۰
۱۸۔ الترمذی، السنن/ ج۲،ص۲۲۶،
۱۹۔ سورۃ آل عمران،۱۱۰
۲۰۔ سورۃ الحجرات، آیت۶
۲۱۔ سورۃ البقرۃ، آیت۱۴۳
۲۲۔ البخاری، الجامع الصحیح / ج۷،ص۱۰
۲۳۔ نواب صدیق حسن خان، المنہاج شرح صحیح مسلم/ ج۱،ص۱۲۳
۲۴۔ حاکم، معرفۃ علوم الحدیث (بیروت، دارالآفاق الجدیدۃ الرابعۃ،۱۹۸۰ء،۱۴۰۰ھ/ص۵۲
۲۵۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ/ ج۱،ص۳
۲۶۔ ایضاً
۲۷۔ ایضاً/ص۱۰،
☆ محمد بن ابراہیم الوزیر، الروض الباسم (دارالبشیر، عمان۱۹۸۵ء، الطبعۃ الاولی)/ ج۱،ص۱۰۲
۲۸۔ محمد بن ابراہیم، الروض الباسم/ ج۱،ص۵۲
۲۹۔ ابن الصلاح، المقدمہ مع التقیید والایضاح/ ص۴۴۰
۳۰۔ سیوطی، تدریب الراوی
۳۱۔ د۔عبدالعزیز، ضوابط الجرح والتعدیل (الجامعۃ الاسلامیۃ المدینۃ المنورۃ ۱۴۱۲ھ، الطبعۃ الاولیٰ)/ص۳۷۔
۳۲۔ ابومعاذ عبدالجلیل اثری، تحفۃ اہل النظر فی مصطلح

اہل الخبر (گوجرانوالہ،عبدالمجید کھوکھر لائبریری، ۱۹۹۸ء)/ص ۱۷۹۔
۳۳۔ ابو معاذ عبد الجلیل اثری، تحفۃ اہل النظر فی مصطلح اہل الخبر/ص ۱۸۱،۱۸۴
۳۴۔ ڈاکٹر محمود طحان، تیسیر مصطلح الحدیث، (لاہور، معارف السلامی، ترجمہ بنام اصطلاحات الحدیث،منظور حسین ندوی، ۱۹۹۰ء، طبع اول)/ ۸۴،۸۵۔
۳۵۔ عبد الموجود، علم الجرح و التعدیل، (جامعۃ القاہرۃ)/ص ۴۹۔
۳۶۔ السخاوی، فتح المغیث (المدینۃ المنورہ)/ص ۳۳۷
۳۷۔ السیوطی، تدریب الراوی (المکتبۃ العلمیۃ بالمدینۃ المنورہ، الطبعہ الاولی، ۱۹۵۹ء)/ص ۳۶۶
۳۸۔ محمود طحان، تیسیر مصطلح الحدیث/ص ۱۵۰،۵۱
۳۹۔ تیسیر مصطلح الحدیث/ص ۱۴۹،۱۵۰
۴۰۔ امین ابو لاوی، اصول الجرح والتعدیل (المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، دار ابن عفان للنشر والتوزیع)/ص ۲۰۲،۲۱۰۔
☆ عبدالرؤف ظفر، التحدیث فی علوم الحدیث (لاہور مکتب قدوسیہ اردو بازار)/ص ۲۷۹،۲۸۴

مخدوم زادہ احمد خیرالدین انصاری کی زیرادارت

ماہنامہ **مسیحائی** کراچی

کا

سیرت رسول ﷺ نمبر

مدیر برائے اشاعت خاص: حافظ سید عزیز الرحمٰن

صفحات ۱۷۶۔ قیمت ۱۳۰/روپے

اس شمارے میں لکھنے والے بعض اہلِ قلم ،

مولانا سید زوار حسین شاہؒ، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں، مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ، مفتی محمد تقی عثمانی، ڈاکٹر مفتی محمد مظہر بقا، ڈاکٹر محمود احمد غازی، حضرت سید پیر مہر علی شاہؒ، پروفیسر سید محمد سلیمؒ، حضرت مولانا مفتی غلام قادر، ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی، حافظ سید فضل الرحمٰن، ڈاکٹر خالد علوی، ڈاکٹر نثار احمد، ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن، ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری، ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، پروفیسر محمد عبدالجبار شیخ، برگیڈیئر ڈاکٹر قاری فیوض الرحمٰن، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، مولانا ابن الحسن عباسی، ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر، سید عزیز الرحمٰن،

رابطے کے لئے: 0320-4077372 ☆ فضلی بک سپر مارکیٹ، اردو بازار، کراچی، فون: 2212991